Publication Information

الاسوۃ ریسرچ جرنل

AL-USWAH Research Journal

Publisher: Institute of Dialog and Research, Islamabad
E-ISSN 2708-2566 P-ISSN2708-8786
Vol.02, Issue 02 (July-December) 2022
https://idr.com.pk/ojs3308/index.php/aluswa/index
HEC Category "Y"

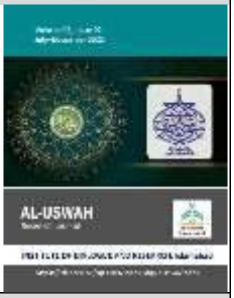

Title:

مکتب نبوی ﷺ کی ہیئت اور آداب منتخب احادیث مبارکہ کی روشنی میں

Translation:

The nature and the importance of the school of the Holy Prophet Muhammad (SAW) in the light of selected Hadiths

Author:

Dr. Nisar Akhtar
Assistant Professor, Islamic Studies
Iqra University Main Campus, Karachi - Pakistan.
E-mail: nisar.akhtar@iqra.edu.pk

Dr Noor Wali Shah
Assistant Professor, Islamic Studies
NUML Islamabad
E-mail: noor.walishah@numl.edu.pk

Dr. Saeed Ahmad
Lecturer, Islamic Studies
NUML Islamabad
E-mail saeed.ahmad@numl.edu.pk

How to Cite:

Dr. Nisar Akhtar, Dr Noor Wali Shah, and Dr. Saeed Ahmad. 2022. " مکتب نبوی ﷺ کی ہیئت اور آداب منتخب احادیث مبارکہ کی روشنی میں: The Nature and the Importance of the School of the Holy Prophet Muhammad (SAW) in the Light of Selected Hadiths". AL-USWAH Research Journal 2 (2). https://idr.com.pk/ojs3308/index.php/aluswa/article/view/28.

Copyright Notice:

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

مکتب نبوی ﷺ کی ہیئت اور آداب منتخب احادیث مبارکہ کی روشنی میں

The nature and the importance of the school of the Holy Prophet Muhammad (SAW) in the light of selected Hadiths

Dr. Nisar Akhtar
Assistant Professor, Islamic Studies
Iqra University Main Campus, Karachi - Pakistan.
E-mail: nisar.akhtar@iqra.edu.pk

Dr Noor Wali Shah
Assistant Professor, Islamic Studies
NUML Islamabad
E-mail: noor.walishah@numl.edu.pk

Dr. Saeed Ahmad
Lecturer, Islamic Studies
NUML Islamabad
E-mail saeed.ahmad@numl.edu.pk

Abstract

Among all the religions, Islam gives most importance to education. Prophet Muhammad SAW has described the importance of education on several occasions, history is the witness that Islam enlightened the world with knowledge when there was darkness of ignorance. Prophet Muhammad SAW had established an educational friendly environment in Makkah and Madina both on individual and collective basis just after the revelation started. Somewhere it was declared that acquiring knowledge was compulsory upon every Muslim man and woman, elsewhere learned people were mentioned to be superior to the worshippers. On one hand, the importance of education was made public from pulpit of the Prophet Muhammad SAW in Masjid Nabawi, while, on the other side, the importance of the acquisition of knowledge was expounded from the battlefield. In the nutshell, whether it was the pulpit or the market public meetings or private gatherings, education and its importance was inculcated forcefully.

Verily, the educational system of the Prophetic era was not like today as those were the different and tough days whether it was the shape of the educational institutions or the resources. They had to go through numerous hardships towards inculcation and the spread of education and knowledge. Nevertheless, Prophet Muhammad SAW and his companions put in the best of their efforts to get and impart education. They left no stone unturned to accomplish their target. The basic syllabus was Quran and Hadith which the

Prophet SAW not only himself conveyed to all and sundry but his companions also did their best to carry the message to each and every faction of the society and practically showed the people how to act upon the teachings and injunctions of Islam. Thus the education provided by the Prophet Muhammad SAW was not only theoretical but practical as well.-
This article throws light on the importance and operational functions of the school established by Prophet Muhammad (SAW) in the light of the selected Hadiths. This study shall guide us how improve educational, organizational and moral aspects of the educational institutions of Pakistan.

Keywords: several occasions, enlightened, darkness of ignorance, acquiring knowledge, pulpit, acquisition, expounded, battlefield, the nutshell, inculcated, Prophetic era, accomplish, sundry, faction, injunctions, theoretical

اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس میں تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے بے شمار مقامات پر تعلیم کی فضیلت کو اجاگر کیا ہے، تاریخ گواہ ہے کہ جب دنیا تاریکی کے دور سے گزر رہی تھی مسلمانوں نے علم کی شمع روشن کی، امام الانبیاء ﷺ نے نزول اسلام کے کے آغاز سے ہی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایک ایسا نظام اور ماحول قائم کیا جو علم دوست ماحول تھا، اسی ماحول اور تربیت کی وجہ سے مسلم امہ کا ستارہ ایک آفتاب بن کر ابھرا، کہیں فرمایا کہ تحصیل علم ہر مسلمان پر فرض ہے،[1] کہیں علم والوں کو عبادت گزاروں پر فائق قرار دیا، کہیں علم کا اجراء منبر رسول سے ہوا، اور کہیں علم کی بات میدان جہاد میں کی گئی، غرض یہ کہ منبر سے، مسجد کے محراب سے، مدرسے اور گھروں میں، بازاروں میں، نجی محافل میں، ملاقاتوں میں اور ہر جگہ بات ہوئی تو علم کی ہوئی، آواز اٹھی تو علم کی اٹھی، گفتگو ہوئی تو علم کے حوالے سے ہوئی۔

تعلیم اور تعلم کی عظمت کیلئے یہ ایک مثال بھی کافی ہے کہ باری تعالی نے وحی قرآنی کا آغاز علم اور قلم سے کیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے کہ:

{اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (3) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (4) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (5)}[2]

ترجمہ:

"پڑھو اپنے پروردگار کے نام سے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔"[3]

علامہ ابوالحسن ندویؒ علم کی اہمیت کے حوالے سے اپنی کتاب اسلام اور علم میں ایک باب، جسکا عنوان ہے "اس امت کا آغاز علم سے ہوا" کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ:

"تو معلوم ہوا کہ اس امت کا آغاز علم صحیح سے ہوا ہے، اور علم صحیح سے ہی صحیح آغاز ہوتا ہے"۔[4]

آپ ﷺ کے دور کا نظام تعلیم ایسا نہیں تھا جیسا کہ موجودہ دور میں مختلف نظامہائے تعلیم رائج ہیں، اس دور میں نہ تو عصر حاضر کی طرح ماحول میسر تھا اور نہ ہی وہ سہولتیں حاصل تھیں جو کہ اس دور میں حاصل ہیں، یعنی باقاعدہ طور پر مدارس، جامعات اور اسکول وکالجز کی شکل میں عمارتیں وغیرہ نہیں تھی، بلکہ اس دور کے حالات انتہائی کھٹن اور نامساعد تھے، ہر طرف سے آزمائشیں اور مختلف چیلنجز درپیش تھیں، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے تعلیم و تعلم کے حوالے سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہر ممکن کوششیں کی، بنیادی نصاب یعنی قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی تعلیم کو ہر ایک شخص تک پہنچایا گیا، اور نصاب کو صرف تھیوری (Theory) تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ ہر سبق پر استاد محسن امت نے خود عمل کرکے پریکٹیکلی طریقہ (Practically way) بھی شاگردوں کو سکھایا، گویا کہ اس دور کا نظام تعلیم صرف علم تک محدود نہیں تھا بلکہ عمل اور تربیت بھی اس نظام کے بنیادی اجزاء تھے۔

رسالت مآب ﷺ کا طریقہ تعلیم وتدریس بلاشبہ ہر زاویے سے اکمل اور لامحدود صفات کا مجموعہ ہے، کیونکہ اسی مقصد کیلئے اللہ رب العزت نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا، جیساکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میں معلم بناکر بھیجا گیا ہوں،[5] تاہم ان میں کچھ صفات ایسی ہیں جو کہ بقیہ تمام صفات پر بھاری رہیں، ان میں سے درج ذیل تین صفات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

1۔ تشویق۔(شوق اور ترغیب دلانا)

آپ کے طریقہ تدریس کی ایک خاص صفت تشویق تھی، یعنی آپ تلامذہ کو ہر سبق سے پہلے عملی طور پر ترغیب دلاتے تھے اور اس کے بعد انہیں تعلیم دیتے تھے، اس سلسلے میں آپ کا یہ خاص معمول تھا کہ اپنے شاگردوں کو جس چیز کا حکم فرماتے، تو پہلے اس پر خود عمل کرتے اور بعد میں انہیں عمل کرنے کا حکم فرماتے۔ خود عمل کرنے کا معیار بھی اس قدر یکتا تھا کہ دوسروں کو جتنا عمل کرنے کا حکم دیتے، خود اس سے کئی درجے زیادہ عمل کرتے تھے، سیرت النبی ﷺ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں، مثلاً آپ نے اپنی امت کو دن رات میں پانچ نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیا تو خود پانچ نمازوں کے ساتھ تہجد کی نماز بھی مواظبت کے ساتھ ادا کرتے تھے، اسی طرح جب امت کو

یہ حکم دیا کہ نماز باجماعت ادا کریں تو اپنی کیفیت یہ تھی کہ زندگی بھر باجماعت نماز ادا کرتے رہے۔ حتی کہ مرض الموت میں بھی باجماعت نماز ادا کی، اسی لئے تو رب ذوالجلال نے فرمایا کہ:

"بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے"[6]۔

2۔ تسہیل۔(آسانی پیدا کرنا)

آپ ﷺ کے طریقہ تدریس کی ایک خاص صفت تسہیل تھی، یعنی آپ شاگردوں کو ہر سبق انتہائی آسان اور واضح انداز میں پڑھاتے اور سمجھاتے تھے، حضرت سعید ابن ابی بردہ نے اپنے والد محترم سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو اس موقع پر انہیں یہ نصیحت فرمائی کہ:"معاملات میں آسانی پیدا کرنا ،مشکل پیدا نہ کرنا، اور (لوگوں کو) خوش خبری سنانا، ان میں نفرت نہ ڈالنا، اور ان کے مابین اتفاق رکھنا۔ حدیث مبارکہ یہ ہے:

عن سعيد بن أبي بردة قال سمعت أبي قال بعث النبي أبي ومعاذ بن جبل إلى اليمن فقال يسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا[7]

رسالت مآب ﷺ نے کئی بار تلامذہ کو ہاتھوں کے اشاروں سے اور انگلیوں سے چیزیں سمجھائی، بعض اوقات موقع پر موجود چیزوں سے بھی مثال سمجھانے میں معاونت حاصل کی، ایک موقع پر آپ ﷺ نے یتیم بچے کے کفیل کو جنت میں اپنی رفاقت کی خوشخبری سناتے ہوئے اپنی دو انگلیوں کا سہارا لیا اور ان انگلیوں کے درمیان تھوڑا فاصلہ کر کے دکھایا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن سهل بن سعد الساعدي - رضي الله عنه - قال : قال رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم - : «أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا» ، وأشار بالسبابة والوسطى وفرّج بينهما شيئًا. أخرجه البخاري والترمذي وأبو داود.[8]

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ایک چوکور خط کھینچ کر اس کے بیچ سے سے ایک لمبی لکیر گزاری اور فرمایا کہ یہ چوکور مربع نما خط ابن آدم کی زندگی ہے، جب کہ اسکی خواہشات و تمنائیں سفر آخرت سے بھی تجاوز کر گئی ہیں۔ یعنی انسان نے اپنی زندگی کے دورانیہ سے قطع نظر خواہشات کا انبار لگایا ہے، اور یہ خواہشات پوری ہونے سے قبل ہی وہ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، لہٰذا عقلمند آدمی وہ ہے جو ہر وقت موت کی تیاریوں میں مشغول رہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الوَسَطِ، وَقَالَ: " هَذَا الإِنْسَانُ، وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ - أَوْ: قَدْ أَحَاطَ بِهِ - وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ، وَهَذِهِ الخُطَطُ الصِّغَارُ الأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَشَهُ هَذَا[9]

3۔ حلم (برداشت کرنا)

آپ ﷺ کے طریقہ تدریس کی ایک خاص صفت حلم ہے، آپ زندگی کے ہر معاملے میں انتہائی صبر اور برداشت سے کام لیتے تھے۔ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایسا مثالی رویہ رہا کہ نہ تو کبھی کسی شاگرد کو ڈانٹا، نہ کسی کو سزا دی اور نہ ہی کبھی کسی کے ساتھ سخت رویہ سے پیش آئے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ بخدا دس سالوں تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل رہا، لیکن مجھے یاد نہیں کہ کسی کام سے متعلق جو میں نے کیا ہو تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ تونے ایسا کیوں کیا یا کسی کام کو میں نے نہ کیا ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ کیوں نہیں کیا۔[10]

رسالت مآب ﷺ کے طریقہ تدریس کی تین بنیادی صفات کے تذکرہ کے بعد اب ان کے مدرسہ کی ہیئت اور تعلیم کے حصول کے آداب اور طرز عمل پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ عہد نبوی کے نظام تعلیم کی روشنی میں پاکستان کے تعلیمی اداروں اور ان میں زیر تعلیم طلباء و طالبات کے تعلیمی، انتظامی اور اخلاقی امور کی اصلاح میں موثر رہنمائی حاصل ہو سکے۔ اس موضوع پر حدیث جبریل اور چند منتخب احادیث مبارکہ کے تناظر میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

آداب مکتب نبوی ﷺ حدیث جبریل علیہ السلام کی روشنی میں

حدیث جبریل مدینہ منورہ کے آخری دور کی حدیث ہے جسے تقریباً تمام محدثین نے نقل کیا ہے اسے "ام الاحادیث" کہا جاتا ہے، محدثین کے مطابق اس حدیث میں دین کے تمام بنیادی مقدمات بیان کیے گئے ہیں، مذکورہ حدیث کی روشنی میں مکتب نبوی ﷺ کی ہیئت اور آداب کو بہتر طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے، حدیث درج ذیل ہے۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ إِذْ طَلَعَ رَجُلٌ شَدِیدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیدُ سَوَادِ الشَّعْرِلاَ یُرَی عَلَیْہِ أَثَرُالسَّفَرِوَلاَ یَعْرِفُہُ مِنَّا اَحَدٌ حَتَّی جَلَسَ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُکْبَتَہُ إِلَی رُکْبَتِہِ وَضَعَ کَفَّیْہِ عَلَی فَخِذَیْہِ وَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ: أَخْبِرْنِی عَنِ الإِسْلاَمِ قَالَ: اَلْإِسْلاَمُ أَنْ تَشْہَدَ أَنْ لاَ إِلَہَ إِلاَّ اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیمَ الصَّلاَۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکَاۃَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ سَبِیْلًا. قَالَ صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَہُ یَسْأَلُہُ وَیُصَدِّقُہُ ثُمَّ قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنِ الإِیمَانِ قَالَ : أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلاَئِکَتِہِ وَکُتُبِہِ وَرُسُلِہِ وَالْیَوْمِ الآخِرِوَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِخَیْرِہِ وَشَرِّہِ. قَالَ:صَدَقْتَ. قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنِ الإِحْسَانِ. قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ فَإِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَإِنَّہُ یَرَاکَ. قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ:مَا الْمَسْئُولُ عَنْہَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. قَالَ فَأَخْبِرْنِی عَنْ أَمَارَاتِہَا. قَالَ : أَنْ تَلِدَ الأَمَۃُ رَبَّتَہَا وَأَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُونَ فِی الْبُنْیَانِ.قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ثُمَّ قَالَ لِی: یَا عُمَرُاَتَدْرِی مَنِ السَّائِلُ؟. قُلْتُ : اللّٰہُ وَرَسُولُہُ أَعْلَمُ. قَالَ :فَإِنَّہُ جِبْرِیلُ أَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِینَکُمْ.[11]

ترجمہ:

"عمر فاروق فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رفقاء پیارے نبی ﷺ کی مجلس مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی ہمارے درمیان تشریف لائے جس کا لباس نہایت صاف ستھرے سفید کپڑوں پر مشتمل تھا اور بال نہایت سیاہ (چمکدار) تھے، اس آدمی پر نہ تو سفر کی کوئی علامت تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا، بالآخر وہ شخص امام الانبیاء ﷺ کے اتنے قریب آکر بیٹھا کہ آپ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملالئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ لئے، پھر انہوں نے درخواست کی کہ اے محمد ﷺ مجھے اسلام کی حقیقت سے مطلع کیجئے۔ پیارے نبی نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور پھر تم پابندی سے نماز پڑھو، زکوۃ وقت مقررہ پر ادا کرو، ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھو اور استطاعت کی صورت میں حج ادا کرو۔ اس شخص نے یہ سن کر فرمایا کہ حضور آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہمیں تعجب ہوا کہ یہ آدمی (ایک لاعلم شخص کی طرح پہلے تو) آپ ﷺ سے دریافت کرتا ہے اور پھر آپ ﷺ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے (جیسے اس کو ان باتوں کا پہلے سے علم ہو) پھر اس نے سوال پوچھا کہ اے محمد ﷺ اب ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، تمام فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور روز جزا پر دل سے ایمان لاؤ اور اس حقیقت پر یقین رہے کہ ہر چیز جو پیش آتی ہے وہ انسانی تقدیر کے موافق ہے۔ اس شخص نے (سماعت کے بعد) فرمایا کہ آپ ﷺ نے سچ کہا۔ پھر کہا اچھا اب مجھے یہ بتایئے کہ احسان کیا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب میسر نہ ہوسکے) تو پھر (یہ دھیان میں رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس آدمی نے عرض کیا قیامت کے بارے میں مجھے بتایئے (کہ کب آئے گی؟) آپ ﷺ نے فرمایا اس بارے میں مجیب، سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا، پھر اس شخص نے سوال کیا کہ روز آخرت کی کچھ علامات بتادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور برہنہ پا، برہنہ جسم مفلس وفقیر اور بکریاں چرانے والوں کو تم عالی شان مکانات وعمارت میں فخر وغرور کی زندگی بسر کرتے دیکھو گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا اور میں نے کچھ دیر توقف کیا، پھر امام الانبیاء ﷺ نے بذات خود مجھ سے فرمایا کہ عمر! کیا آپ نے سائل کو پہچان لیا کہ وہ کون تھے؟ میں نے جواباً عرض کیا اللہ تعالی اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرائیل تھے جو (اس طریقہ سے) تم لوگوں کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے"

اس حدیث مبارکہ میں " ایک تعلیمی نظام کے بنیادی اجزاء کون کون سے ہیں، استاد کا ادب کیا ہے، ان سے سوالات کس انداز میں کیے جاتے ہیں اور دین سیکھنے کیلئے ادب کا کون سا قرینہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔" پر جامع روشنی ڈالی گئی

ہے۔ درس و تدریس اور مکتب کے آداب سے متعلق اس حدیث سے امت مسلمہ کو جو رہنمائی حاصل ہوتی ہے ان کی کچھ جھلک درج ذیل سطروں میں بیان کی گئی ہے۔

1۔ دوزانو ہو کر بیٹھنا

حدیث میں مذکور ہے کہ جبرائیل، امام الانبیاء ﷺ کی محفل میں جب تشریف لائے تو انتہائی باادب طریقے سے دوزانو ہو کر بیٹھے، حدیث کے الفاظ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ۔ (دو زانو ہو کر بیٹھے اور اپنے گھٹنے نبی پاک ﷺ کے مبارک گھٹنوں کے ساتھ ملا دیے) سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علم کی تحصیل کیلئے استاد کے سامنے ادب اور عاجزی سے بیٹھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ تحصیل علم کی صحیح ہیئت بن جائے اور علم کی حقیقی روحانیت حاصل ہو۔

2۔ اچھے اور پاکیزہ لباس میں جانا

تعلیم و تعلم اور مکتب کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ طالب علم صاف و پاکیزہ لباس میں مدرسہ جائے اور درس میں شریک ہو، دور جدید میں یونیفارم کی پابندی اور اہتمام کا تصور بھی اسی حدیث سے ملتا ہے۔ اس کی تعلیم ہمیں امام الملائکہ کے عمل سے دلوائی گئی جیسا کہ حلقہ درس میں شرکت کے وقت ان کے کپڑے نہایت سفید تھے اور جسم یا لباس پر سفر کی کوئی علامت اور نشانی نہیں تھی۔

3۔ ترتیب سے سوالات کا کرنا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دوران مجلس پیارے نبی ﷺ سے سوالات انتہائی ترتیب سے کیے، یعنی ایمان اور اسلام سے متعلق اس انداز سے سوال پوچھا کہ دیگر شریک محفل بھی آسانی سے سیکھ سکیں، چونکہ مقصود بھی مسلم امہ کی تعلیم ہی تھا اس لیے سوال یہ کیا کہ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ۔ یعنی مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جواب بھی انتہائی مختصر اور جامع دیتے ہوئے فرمایا کہ

الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ سَبِيلًا.

حدیث کے اس جز سے درس گاہ میں تعلیمی عمل کے دوران طلباء کو سوال کرنے اور استاد کو انہیں جواب دینے کا ایک جامع طریقہ بتایا گیا ہے۔ نیز ایک نکتہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ طالب علم استاد سے ایسا سوال کرے جو مفید ہو، اور اس سوال سے درس میں شریک تمام طلباء کو فائدہ حاصل ہو جائے، فضول اور لایعنی سوال سے گریز کی جائے۔ اسی طرح سائل کے طرز عمل سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ طالب علم جب استاد سے ایک سوال پوچھیں تو

اس وقت تک دوسرا سوال نہ پوچھیں جب تک استاد پہلے سوال کا جواب نہ دیں، یعنی ایک ساتھ تین چار سوالات نہ پوچھیں بلکہ باری باری اور ترتیب سے سوالات پوچھیں۔

4۔ جوابات کو توجہ وانہماک سے سننا

امام الانبیاء ﷺ نے جو بھی جواب عنایت فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے انتہائی توجہ اور انہماک سے سنا اور فرمایا کہ صَدَقْتَ یعنی آپ ﷺ نے سچ کہا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب استاد محترم طالب علم کو سبق پڑھائے یا ان کے کسی سوال کا جواب دے تو طالب علم کو انہیں غور سے سننا چاہیے اور اس طرح کارد عمل ظاہر کرنا چاہیے کہ استاد کو اطمینان حاصل ہو کہ طالب علم اچھی طرح سبق سن چکا ہے اور سمجھ چکا ہے۔

5۔ دین کا مذاکرہ اس انداز سے کرنا کہ اس کا فیض جاری وساری ہو۔

در حقیقت اس مذاکرے کا مقصود اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کو براہ راست اور ان کے واسطے سے امت مسلمہ تک دین کی تعلیمات پہنچانے کا اہتمام کرنا تھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَاِنَّہٗ جِبْرِیلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ

کہ یہ جبرائیل تھے، اور آپ لوگوں کے پاس اس مقصد کیلئے آئے تھے تاکہ تمہارا دین تمہیں سکھائیں۔

6۔ درس کے آداب کا بیان اور سوال کب کیا جائے۔

متعدد احادیث مبارکہ میں آداب درس کو خاص طور پر بیان کیا گیا ہے، بایں طور کہ ایک طالب علم دوران درس استاد سے بے موقع کوئی سوال نہ کرے کیونکہ اس سے توجہ وانہماک متاثر ہوتی ہے، ایک روایت میں اس امر کی جانب اشارہ دیا گیا ہے کہ درس کے آخر میں یا حسب موقع سوال کیا جائے تاکہ استاد کی توجہ دوسری جانب مبذول نہ ہو اور دیگر طلباء کا بھی حرج لازم نہ آئے۔ حدیث مبارکہ یہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ لَمْ يَسْمَعْ حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ أَيْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنْ السَّاعَةِ قَالَ هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِذَا ضُيِّعَتْ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ" [12]

اس حدیث میں مذکور ہے کہ جب سائل نے آپ ﷺ سے بے موقع سوال کیا کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے سائل کی طرف التفات نہیں فرمایا اور اپنی بات جاری رکھی، اور جب بات پوری کی اور بیان سے فارغ

ہوئے تو اس کے بعد سائل کے سوال کا جواب دیا، لہذا طالب علم کو بھی سوال حسب موقع کرنا چاہیے تا کہ اسی مناسبت سے استاد کی طرف سے جواب مل سکے۔

7۔ طلباء کی استعداد بڑھانے کیلیے منطقی سوالات (Cognitive questions) کرنا۔

بعض اوقات رسول اللہ ﷺ شاگردوں سے ایسے سوالات کیا کرتے تھے کہ ان کی علمی استعداد میں اضافہ ہو اور انہیں علم دین سیکھنے کا خوب موقع ملے، جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ الشَّجَرِشَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُونِي مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِالْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

ترجمہ:

"عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کا پت جھڑ نہیں ہوتا اور وہ مسلمان کے مشابہ ہے، تم مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ جنگل کے درختوں (کے خیال) میں پڑ گئے، جب کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں شرم کی وجہ سے بتا نہ سکا، بالآخر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہی ہمیں بتا دیجیے کہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔"[13]

اس حدیث سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ استاد طلباء سے وقتاً فوقتاً ایسے سوالات کریں جن سے ان کی ذہنی استعداد اور سبق سے متعلق ہم آہنگی کا پتہ چل سکے۔

8۔ کلاس میں وقت پر آنے اور جم کر بیٹھنے کا بیان

امام الانبیاء ﷺ نے حضرات صحابہ کو یہ تعلیم دی تھی کہ درس میں وقت کی پابندی کا اہتمام کیا جائے اور جم کر بیٹھا جائے، ایسا نہ ہو کہ سبق سیکھے بغیر چلے جائیں اور درس سے محروم رہ جائیں۔ اس ادب سے متعلق ایک حدیث اور اس کا مفہوم درج ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَآوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ[14]

اس حدیث کے راوی حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک روز امام الانبیاء ﷺ مسجد میں موجود تھے اور آپ کے ارد گرد صحابہ کرام حلقہ کی صورت میں بیٹھے تھے، اسی مجلس میں تین افراد باہر سے آئے، ان کی کیفیت یہ رہی کہ فرد اول نے مجلس میں حسب سہولت جہاں جگہ پالی وہاں بیٹھ گیا، فرد ثانی مجلس کے آخری نشست پر جلوہ افروز ہوا، اور فرد ثالث مجلس میں بیٹھے بغیر ہی روانہ ہو گیا، پیارے نبی ﷺ نے وعظ سے فراغت کے بعد مذکورہ تینوں افراد سے متعلق فرمایا کہ ان میں سے پہلے فرد نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ پاک نے بھی شفقت فرماتے ہوئے ان کو جگہ دی، دوسرے فرد نے شرم وحیاء کی وجہ سے مجلس کا آخری کونہ اختیار کیا تو اللہ تعالی نے بھی اس کے ساتھ حیا کا معاملہ کیا۔ اور تیسرے فرد نے اس مجلس میں بیٹھنے کی زحمت نہیں کی تو اللہ رب العزت نے بھی اس سے سرف نظر فرمایا۔

9۔ استاد کا طالب علموں پر شفقت کرنے کا بیان

آج کل کچھ اساتذہ طلباء پر بے جا سختی کرتے ہیں اور بعض اوقات مار پیٹ سے بھی کام لیا جاتا ہے، یہ دین کی تعلیمات کے خلاف ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے بعض حالات میں تنبیہ کا حکم تو دیا ہے لیکن بے جا سختی کو کبھی پسند نہیں فرمایا بلکہ اس حوالے سے متعدد جگہ توجہ دلائی ہے کہ طالب علموں کے ساتھ آسانی وشفقت کا معاملہ کیا جائے، ایک جگہ تعلیم فرمائی کہ:

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا [15]

ترجمہ: (دین میں) آسانی پیدا کرو اور سختی نہ کرو، اور لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور انہیں متنفر نہ کرو۔

اس حدیث کی روشنی میں اساتذہ کرام کو طلباء کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آنا چاہیے اور ان سے اس طرح برتاؤ کرنا چاہیے کہ وہ دین کی طرف زیادہ سے زیادہ مائل ہو سکے، اور یہ تب ہی ممکن ہو سکے گا جب اساتذہ طلباء سے اسی طرح پیار اور شفقت والا برتاؤ کریں جس طرح وہ اپنے صلبی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ رب العزت نے پیارے نبی ﷺ سے فرمایا تھا کہ:

اے نبی اگر آپ سخت لہجے والے اور سخت دل ہوتے تو کوئی شخص بھی آپ کے قریب نہ آتا، بلکہ یہ سب لوگ آپ سے دور ہٹ جاتے۔[16]

10۔ دوران کلاس استاد کا لیکچر تحریری شکل میں محفوظ کرنا۔

دوران کلاس استاد کے لیکچر کو تحریری شکل میں محفوظ کرنا وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے علم کو آسانی سے محفوظ کیا جا سکتا ہے اور طالب علم کو سبق یاد رکھنے میں بھی آسانی ہوتی ہے، دور نبوی ﷺ میں بہت سے صحابہ کرام اقوال

رسول ﷺ کو تحریری شکل میں نوٹ کر لیا کرتے تھے تاکہ اگر کوئی بات انکے ذہن سے نکل بھی جائے تو وہ اس کو تحریری نوٹس میں تلاش کر سکیں، اسی حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق امام بخاریؒ نے ایک روایت ذکر کر کے باب قائم کیا ہے۔

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ[17]

ترجمہ: ابوجحیفہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ حضرت علی فرمانے لگے نہیں، مگر اللہ کی کتاب ہے یا وہ سمجھ ہے جو ایک مسلمان مرد کو دی جاتی ہے، یا وہ چند مسائل ہیں جو اس صحیفہ میں (لکھے ہوئے) ہیں، ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا (لکھا) ہے؟ کہا کہ دیت اور قیدی کو رہا کرنے کے احکام اور (یہ کہ) کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

11۔کون سا علم مفید ہے

علوم کی متعدد اقسام ہیں، انسان جب علم کی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اسے اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ کون سا علم زیادہ اہم ہے اور کون سا کم۔ گو کہ اسلام جدید علوم کو سیکھنے سے نہیں روکتا، لیکن اس بات کی جانب خاص طور پر متوجہ کرتا ہے کہ کن علوم کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اور ان کو سیکھنے کیلئے زیادہ سے زیادہ محنت کی جائے، اسے حوالے سے ایک روایت بیان کی گئی ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ».[18]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

12۔علوم جدیدہ میں سے بعض علوم کے سیکھنے کا بیان

وہ جدید علوم جو امت کیلئے مفید ہوں انہیں امام الانبیاء ﷺ نے نہ صرف سیکھنے کی اجازت دی ہے بلکہ بعض حالات میں انہیں سیکھنے کا خاص حکم بھی فرمایا ہے تاکہ ہم ایک کامیاب اور غالب قوم کے طور پر ابھر سکیں اور دنیا میں اپنا لوہا منوا سکیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ آپ سریانی زبان سیکھو۔ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں یہودیوں سے خط و کتابت کرنا سیکھ لوں، نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ خط و کتابت کے معاملہ میں مجھے یہودیوں پر اطمینان نہیں ہوتا، (زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے قول کے مطابق) نبی ﷺ کے اس حکم کے بعد آدھامہینہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ میں نے یہودیوں سے ان کی زبان اور خط وکتابت کرنا سیکھ لیا، چنانچہ اس کے بعد جب نبی ﷺ یہودیوں کو کوئی مکتوب بھیجنا چاہتے تو اس کو میں ہی لکھتا اور جب یہودی آپ کے پاس کوئی مکتوب بھیجتے تو اس کو آپ کی خدمت میں میں ہی پڑھتا۔[19]

اس حدیث سے ہمیں خاص طور پر یہ نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ ہر دور میں رابطے کے علوم سیکھ لینا انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جیسا کہ آج کے دور میں سوشل میڈیا، انگریزی زبان اور عربی زبان رابطے کے اہم ترین ذرائع ہیں، ان پر استعداد حاصل کرنا بہت ضروری ہے تا کہ مسلم امہ دنیا کے سامنے اپنا موقف اور اپنی دعوت بہترین انداز میں پیش کر سکیں۔

13۔ علم طب وجراحت سیکھنا

نبی کریم ﷺ نے طب کی جانب خاص توجہ فرمائی کہ اس میں انسانیت کی بھلائی ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اس فیلڈ میں عظیم الشان کامیابیاں سرانجام دیں، خاص طور پر جب مغرب اندھیروں سے گزر رہا تھا اسلام نے علم کی شمع کو روشن کیے رکھا، اسی حوالے سے ایک روایت میں رہنمائی موجود ہے۔

"زمانہ جاہلیت میں کلاب کی لڑائی کے دن صحابی رسول عرفجہ بن اسعد بن صفوان تیمی رضی اللہ عنہ کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوالی، بعد میں اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی مکرم ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا"۔[20]

اس حوالے سے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ کے رسالہ: "تنشيط الأذهان في الترقيع بأعضاء الإنسان" (اعضاء انسانی کی پیوندکاری) اور مفتی رشید احمد صاحب غفر اللہ لہ کے رسالہ: "توقيع الأعيان على حرمة ترقيع الإنسان" کا مطالعہ انتہائی اہم اور مفید ہے۔

نتائج بحث اور سفارشات:

حدیث جبریل علیہ السلام اور منتخب احادیث مبارکہ کی روشنی میں رسالت مآب ﷺ کے مکتب کی ہیئت اور طریقہ تدریس کے مطالعہ سے تعلیم اور تعلم کے سلسلے میں اساتذہ کرام اور طلباء وطالبات کی رہنمائی کیلئے کافی اہم اصول ملتے ہیں، اگر اساتذہ اور طلباء ان اصولوں پر عمل کریں تو وہ بلاشبہ درس کے حقیقی اثرات اور برکات سے فیض یاب ہوسکتے ہیں، ایسے برکات اور اثرات کے جن کا فیض ساری عمر جاری وساری رہے گا، ان قیمتی اصولوں میں سے کچھ اصول درج ذیل ہیں۔

1. اساتذہ کرام درس کے اغاز سے قبل تشویق اور دوران درس تسہیل کا طریقہ اپنائیں اوران دونوں مراحل پر حلم کا دامن تھامے رکھیں۔
2. استاذہ کرام مکتب اور طلباء کی صفائی پر خاص نظر رکھیں جیسا کہ پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ صفائی ایمان کا بڑا حصہ ہے،اس کی تعلیم ہمیں امام الملائکہ کے عمل سے بھی دلوائی گئی کہ حلقہ درس میں شرکت کے وقت ان کے کپڑے نہایت سفید تھے اور جسم یا لباس پر سفر کی کوئی علامت اور نشانی نہیں تھی۔
3. اساتذہ اپنے طلباء کے ساتھ خصوصی شفقت کا مظاہرہ کریں، آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: **ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا**[21] ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔
4. اساتذہ کرام خود بھی اور اپنے طلباء سے بھی وقت کی پابندی کرائیں۔
5. طلباء اساتذہ کا ادب اور احترام کریں، ادب اور احترام کی ایک خاص جھلک حضرات جبرائیل علیہ السلام کے عمل سے بھی نظر آتی ہے کہ دوران درس وہ امام الانبیاء ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر انتہائی ادب اور احترام سے بیٹھے رہے۔
6. طلباء اپنے اساتذہ کا لیکچر توجہ سے سنیں اور اسے تحریری طور پر نوٹ بھی کریں۔
7. اساتذہ کرام درس کے دوران طلباء سے مختلف اقسام کے منطقی اور عقلی سوالات بھی پوچھیں تاکہ طلباء کی استعداد میں اضافہ ہوتا رہے۔
8. طلباء دوران درس اساتذہ سے حسب موقع اور ترتیب سے سوالات کریں، اور ہمیشہ ایسا سوال پوچھیں کہ جو سب کیلئے مفید ہو۔

حوالہ جات:

[1] ۔ القزوینی، ابوعبداللہ محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ۔ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم جلد 1، صفحہ 81۔ دار الفکر بیروت۔
Al-Qazwini, Abu Abdullah Muhammad Bin Yazid. Sunan Ibn-e-Majah. Chapter: Fazlul Ulama Walhath Ala Talabil-Ilm. Volume 1, Page 81. Darul Fikr Beirut.

[2] ۔ قرآن مجید۔ سورہ العلق: آیت نمبر 1–5
The holy Quran. Surah Al-Alaq: Verses: 1-5

[3] ۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، صفحہ نمبر 1301۔ مکتبہ معارف القرآن، کراچی.
Usmani, Mufti Muhammad Taqi, The Noble Qur'an, Page No. 1301. Ma'rif Al-Qur'an Publisher, Karachi.

[4] ۔الندویؒ، سید ابوالحسن علی۔ اسلام اور علم۔ صفحہ نمبر25، سید احمد شہید اکیڈمی، دار عرفات، تکیہ کلاں۔رائے بریلی، انڈیا۔

Al-Nandwi, Syed Abul Hasan Ali. Islam and Knoledge - Page No. 25, Syed Ahmed Shaheed Academy, Dar Arafat, Takia Kalan, Rae Bareilly, India.

[5] القزويني، محمد بن يزيد أبو عبد الله۔ سنن ابن ماجہ۔ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر228۔ ناشر: دار الفکر۔ بیروت.

Al-Qazwini, Abu Abdullah Muhammad Bin Yazid. Sunan Ibn-e-Majah. Chapter: Fazlul Ulama Walhath Ala Talabil-Ilm. Volume 1, Hadith no 228. Darul Fikr Beirut.

[6] قرآن مجید، سورہ الاحزاب، آیت نمبر21.

The holy Quran, Surah Al-Ahzab, Verse No. 21

[7] ۔البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی۔ صحیح البخاری (ص:150)، دار طوق النجاۃ، بیروت، سن طباعت 1422 ہجری۔

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail Al-Jafi. Al-Sahih Al-Bukhari, (p.: 150), Dartoq al-Najat, Beirut, Published in 1422 Hijri. .

[8] ۔ابن الأثير، مجد الدين أبو السعادات المبارک بن محمد الجزري۔ جامع الأصول في أحاديث الرسول، الباب الثالث: في بر اليتيم، جلد1، صفحہ 417، مکتبۃ الحلوانی۔

Ibnul-Aseer, Majdud-Din Abul-Saadat Al-Mubarak bin Muhammad Al-Jazari, Jamiul-Usool Fi Ahadith-e-Rasool, Chapter Three: On Kindness to the Orphan, Volume 1, Page 417, Al-Halawani Publisher..

[9] ۔النووي، محيي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف الشافعي. رياض الصالحين، باب ذکر الموت وقصد الامل، جلد1، صفحہ 346 موقع صید الفوائد۔

Al-Nawawi, Muhiuddin Abu Zakariya Yahya bin Sharaf Al-Shafi'i. Riyadul-Saleheen, Chapter on the remembrance of death and the intent of hope, volume 1, page 346, Sayd al-Fawa'id website.

[10] ۔القشيري، الإمام أبو الحسن مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم، كِتَابُ الْفَضَائِلِ ۔بَابُ حُسْنِ خُلُقِهِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث نمبر2309)۔ دار إحياء التراث العربي۔ بیروت۔

Al-Qushari, Imam Abul-Hasan Muslim Bin Al-Hajjaj. Sahih Muslim, The Book of Virtues. (Kitabul Fazail) Chapter on the good manners of the Prophet, (SAW) Hadith No. 2309.Ihyaul-Turas Publisher, Beirut.

[11] ۔القشيري، الإمام أبو الحسن مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الإيمان والإسلام والإحسان (2/759)۔ دار إحياء التراث العربي۔ بیروت۔

Al-Qushari, Imam Abul-Hasan Muslim Bin Al-Hajjaj. Sahih Muslim, Book of Faith, Chapter on Explanation of Faith, Islam and Ihsan (2/759). Ihyaul-Turas Publisher, Beirut.

[12] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی۔ الصحیح البخاری، جلد اول۔ علم کا بیان۔ حدیث59، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، سن طباعت 1422ھ۔

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail Al-Jafi. Al-Sahih Al-Bukhari, Volume :I. Ilm Ka Bayan (Statement of knowledge) . Hadith 59, Dartuq Al-Najat Publisher, Beirut, Year of publication 1422 AH.

[13] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی۔ الصحیح البخاری، جلد اول۔ علم کا بیان۔ حدیث 62، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، سن طباعت 1422ھ۔

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail Al-Jafi. Al-Sahih Al-Bukhari, Volume :I. Ilm Ka Bayan (Statement of knowledge) . Hadith 62, Dartuq Al-Najat Publisher, Beirut, Year of publication 1422 AH.

[14] ۔ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی۔ الصحیح البخاری، جلد اول۔ علم کا بیان۔ حدیث 68، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، سن طباعت 1422ھ۔

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail Al-Jafi. Al-Sahih Al-Bukhari, Volume :I. Ilm Ka Bayan (Statement of knowledge) . Hadith 68, Dartuq Al-Najat Publisher, Beirut, Year of publication 1422 AH.

[15] ۔ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی۔ الصحیح البخاری، جلد اول۔ علم کا بیان۔ حدیث 72، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، سن طباعت 1422ھ۔

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail Al-Jafi. Al-Sahih Al-Bukhari, Volume :I. Ilm Ka Bayan (Statement of knowledge) . Hadith 72, Dartuq Al-Najat Publisher, Beirut, Year of publication 1422 AH.

[16] ۔ قرآن مجید، سورہ آل عمران، آیت نمبر 159

The Holy Qur'an, Surah Al-Imran, verse number:159

[17] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی۔ الصحیح البخاری، جلد اول۔ علم کا بیان۔ حدیث 114، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، سن طباعت 1422ھ۔

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail Al-Jafi. Al-Sahih Al-Bukhari, Volume :I. Ilm Ka Bayan (Statement of knowledge) . Hadith 114, Dartuq Al-Najat Publisher, Beirut, Year of publication 1422 AH.

[18] ۔ ابو داؤد، سلیمان ابن الاشعث۔ سنن ابی داؤد، (1/543)، دار الکتاب العربی، بیروت.

Abu Dawood, Sulaiman Ibnul-Ash'ath - Sunan Abi Dawud, (1/543), Darul-Kitab Al-Arabi, Beirut.

[19] ۔ العمری، محمد بن عبد اللہ الخطیب۔ مشکوۃ شریف، جلد چہارم، آداب کا بیان، حدیث 593،، المکتب الاسلامی بیروت، سن طباعت 1985ء

Al-Omari, Muhammad Bin Abdullah Al-Khatib. Mishkat Sharif, Volume :4 , Statement of manners, Hadith 593, Al-Muktabul-Islami Beirut, printed in 1985.

[20] ۔ ابو داؤد، سلیمان ابن الاشعث۔ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر_4232، دار الکتاب العربی- بیروت۔

Abu Dawood, Sulaiman Ibnul-Ash'ath - Sunan Abi Dawud, Hadith :4232, Darul-Kitab Al-Arabi, Beirut.

[21] الترمذي، محمد بن عیسی أبو عیسی۔ الجامع الصحیح سنن الترمذي، باب رحمة الصبیان، حدیث نمبر 1921(4/322)دار إحیاء التراث العربي- بیروت۔

Al-Tirmidhi, Muhammad Bin Issa Abu-Issa. Al-Jami Al-Tirmidhi, Bab Rahmatul-Subyan, Hadith No. 1921 (4/322) Dar Ihyaul-Turath Al-Arabi Publisher- Beirut.